حساب سے قیامت کے روز حساب وکتاب لیتا ہے۔اور روزِ قیامت اسی اکائی کی صورت میں اٹھائے گا۔لیکن خود انسان ایک اکائی کی طرح حکم لگانے کے بجائے ''روح'' اور ''جسم'' میں فرق کرنے لگ جاتے ہیں کہ جزا وسزا صرف ''جسم'' پر ہوگی یا صرف ''روح'' پر؟اس تفریق کاری سے شیطان انسان کو ایسی گمراہی کی پگڈنڈیوں پہ لے جاتا ہے۔جو اسے صراط مستقیم سے بہت دور کر دیتی ہیں۔

پھر ''روحانی'' اور ''مادی'' کی تقسیم کی جاتی ہے؛لیکن قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں ایسی تقسیم کا کوئی تصوّر موجود نہیں۔اللہ تعالیٰ نے تو پورے انسان کو ایک سالم اور اکائی بنا کر رہنمائی دی ہے،اور اسی بنیاد پر جوابدہ ٹھہرایا ہے۔اور اسی بنیاد پر قبر سے اٹھا کر حساب لے گا۔جسم اور روح تو صرف موت کی صورت میں جدا ہوتے ہیں۔جبکہ اسلام کی تمام تعلیمات اور حساب وکتاب کا تعلق زندہ اور غیر منقسم سالم انسان سے ہے،جو روح اور جسم دونوں پر مشتمل ہو۔اس کا کوئی ایسا حکم نہیں جو صرف روح کے لیے ہو،جسم کے لیے نہ ہو یا اس کا عکس ہو۔

جسم اور روح میں اتصال اور ملزومیت کی ایک مثال حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اس طرح دیتے ہیں کہ قیامت کے روز لوگوں کے آپس میں جھگڑے ہوں گے۔یہاں تک کہ روح اور بدن بھی جھگڑا کریں گے۔روح کہے گی کہ دنیا میں گناہ تو نے کیا ہے؛جسم کہے گا کہ تو نے مجھے حکم دیا تھا۔اللہ تعالیٰ فیصلہ کے لیے ایک فرشتہ بھیجے گا،وہ کہے گا:تم دونوں کی مثال ایک لنگڑے اور اندھے کی ہے جو دونوں ایک باغ میں داخل ہوئے۔لنگڑا کہتا ہے کہ باغ میں طرح طرح کے میوے ہیں۔مگر میں اپنی جگہ سے نہیں اٹھ سکتا۔نابینا کہتا ہے کہ میں اٹھ اور چل سکتا ہوں،دیکھ نہیں سکتا۔لنگڑا بولتا ہے کہ آجا اور مجھے اٹھالے،میں میوے توڑوں گا۔چنانچہ وہ اسے اٹھالے گیا۔وہ اسے اِدھر اُدھر لے جانے کی ہدایت کرتا،نابینا ایسا ہی کرتا۔لنگڑا نے خوب پھل،میوے اتارے۔اور غیر کے باغ سے دونوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔پھر فرشتے نے کہا بتاؤ!سزا کس کو دوں؟دونوں نے جواب دیا:''سزا دونوں پر ہوگی۔''فرشتہ نے کہا:''اسی طرح تم دونوں ہو۔'' [مجموع الفتاویٰ ٢٢٢/٤ بحوالہ ابن مندۃ]

لہٰذا اعمال کو روحانی اور مادی حصوں میں تقسیم کرنا بے بنیاد ہے۔قرآن کریم اور حدیث شریف میں اعمال کی تقسیم اچھائی اور برائی کے لحاظ سے ہے۔اس کے علاوہ اس کی کوئی تقسیم نہیں۔

اس بظاہر چھوٹی سی خرابی سے بہت بڑے فتنے جنم لیتے ہیں۔اس سے جنم لینے والا ہمہ گیر فتنہ،زندگی کے مقصد،عبادت، دین کے تصوّر اور مقاصدِ دین چاروں کے اندر زبردست بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ [بشکریہ:ماہنامہ ضیائے آفاق مئی ٢٠١٤ء]

❁❁❁❁❁❁

لا تفقهون تسبيحهم

شہد کی مکھی کا سبق

تصنیف: ڈاکٹر فرحت ہاشمی
انتخاب: ناظرہ سکندر۔الہدیٰ سنٹر غواڑی

﴿وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۞ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَا سْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۞﴾[النحل ٦٩] ''آپ کے رب نے شہد کی مکھیوں کے دل یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں درختوں اور لوگوں کی بنائی ہوئی اونچی اونچی ٹٹیوں میں اپنے گھر (چھتے) بنا۔اور ہر طرح کے میوے کھا اور اپنے رب کی آسان کردہ راہوں میں چلتی پھرتی رہ،ان کے پیٹ سے رنگ برنگ مشروب نکلتا ہے،جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں بھی بڑی نشانی ہے۔''

شہد کی مکھی کا سفر: شہد کی مکھیاں پھولوں کا رس جمع کرتی ہیں،وہ سب شہد نہیں ہوتا۔اس کا صرف ایک تہائی شہد بنتا ہے۔شہد کی مکھیوں کو آدھا کلو شہد بنانے کے لیے بیس لاکھ پھولوں کا رس حاصل کرنا پڑتا ہے۔اس کے لیے مکھیاں تقریباً تیس لاکھ اڑانیں بھرتی ہیں۔یعنی ۳۰ لاکھ مرتبہ پھولوں سے چھتے تک آتی جاتی ہیں۔اتنی مرتبہ آنے جانے میں وہ تقریباً پچاس ہزار میل کا سفر طے کرتی ہیں۔جمع کردہ رس بالکل پتلا ہوتا ہے۔جب رس جمع ہو جاتا ہے،تو شہد بنانے کا عمل شروع ہوتا ہے۔

شہد تیار کرنے والی مکھیاں اپنے پروں کو پنکھے کی طرح گھما کر فالتو پانی بھاپ کی طرح اڑا دیتی ہیں۔پھر میٹھا اور گاڑھا رس باقی رہ جاتا ہے،جس کو یہ مکھیاں چوس لیتی ہیں۔ان کے منہ میں ایسے غدود ہوتے ہیں،جو اپنے عمل سے اس رس کو شہد میں تبدیل کر دیتی ہیں۔

اب مکھیاں اس تیار شہد کو چھتے کے سوراخوں میں بھر دیتی ہیں۔یہ سوراخیں چھتہ بنانے والی مکھیاں اس طرح بناتی ہیں کہ شہد ٹن پیک غذا کی طرح محفوظ ہو جائے۔اللہ تعالیٰ چاہتے تو شہد کی مکھی کے بغیر بھی شہد پیدا کر دیتے یا شہد کی نہر بہا دیتے؛مگر اللہ علیم وحکیم نے ایسا نہیں کیا۔شہد کی مکھی جس طرح شہد بناتی ہے،وہ بہترین منصوبہ بندی اور نظم وضبط کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

مقصد زندگی: شہد کی مکھی سے پہلا سبق جو ملتا ہے وہ ''مقصد زندگی'' ہے۔وہ اپنا مقصد جانتی ہے اور اس کے مطابق